DARYAFT: ISSN 2616-6038 (E), ISSN (P): 1814-2885
Volume 14, Issue 02, (Dec 2022): DOI # https://doi.org/10.52015/daryaft.v14i2.269

وقاص رفیع

پی ایچ ڈی سکالر شعبہ اردو، بین الاقوامی، اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد۔

ڈاکٹر کامران عباس کاظمی

صدر شعبہ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد۔

چوہدری افضل حق کی آپ بیتی "میرا افسانہ" کا نوآبادیاتی تجزیہ

Waqas Rafi
Scholar Ph.D Urdu Department, International Islamic University, Islamabad.
Dr. Kamran Abbas Kazmi
Head Department of Urdu, International Islamic University, Islamabad.

A Colonial Analysis of "Mera Afsana" An Autobiography of Choudhary Afzal Haq

ABSTRACT

The purpose of this article is to analyze Chaudhry Afzal's autobiography "MeraAfsana" in the colonial context. We have seen how the colonial system and its inhabitants were able to establish and rule their colonies in India. Neocolonialism is a system in which powerful nations take control of weaker nations. By using the resources of the subjugated nation to increase their economic and statistical efficiency, they continue to strengthen themselves. This makes the economy of the settlers stronger. When a country occupies another country through its military power, it is the beginning of the formation of the colonial system.

Keywords: *Chaudhry Afzal, Mera Afsana, Autobiography, Colonialism, subcontinent.*

جب کوئی ملک اپنی عسکری طاقت کے ذریعے کسی دوسرے ملک پر قبضہ کرتا ہے تو وہ نوآبادیاتی نظام کی تشکیل کی شروعات ہوتی ہیں۔ دنیا میں جہاں یہ نوآبادی قائم کی جاتی ہے وہاں کے مقامی باشندوں پر قابض اپنے قوانین

Received: 04th Aug, 2022 | Accepted: 12th Dec, 2022 | Available Online: 30th Dec, 2022

DARYAFT, Department of Urdu Language & Literature, NUML, Islamabad.
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

معاشرت اور حکومت بھی مسلط کر دیتے ہیں۔ نو آبادیات ایک ایسا نظام ہے جس کے تحت طاقتور اقوام کمزور اقوام پر قبضہ جما لیتی ہیں۔ حاکم قوم اپنی معاشی و اقتصادی استعداد بڑھانے کے لیے محکوم قوم کے وسائل استعمال میں لا کر خود کو مضبوط کرتی رہتی ہیں۔ جس سے نو آبادکاروں کی معیشت مضبوط تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ کسی غیر علاقے کے لوگوں کا اپنی سرحدی حدود کو پار کر کے دوسری کمزور اقوام کے اقتدار اعلیٰ کو ختم کر کے وہاں کے مقامی لوگوں کو اپنا غلام بنا کر اور ان کے حقوق و وسائل کا استحصال کر کے اپنی ریاست کو ہر حوالے سے طاقت ور بنانا نو آبادیات کے زمرے میں آتا ہے۔ اسی تناظر میں طاہرہ غفور لکھتی ہیں۔

> "کسی غیر ملک طاقت کا اپنی سرحدی حدود سے باہر دوسری اقوام کے اقتدارِ اعلیٰ کو ختم کرنا اور مقامی لوگوں کے حقوق و وسائل کا استحصال کر کے اپنے آبائی وطن کو معاشی طور پر مضبوط کرنا نو آبادیات کہلاتا ہے۔"[۱]

اورنگزیب عالمگیر کی وفات ایسا سانحہ تھا جس نے مغلیہ سلطنت کو نہ صرف داخلی حوالے سے کمزور کر دیا بلکہ بیرونی سازشوں اور حملوں نے اسے بہت نقصان پہنچایا۔ غیر ملکی طاقتوں نے آہستہ آہستہ قدم جمانے شروع کر دیے۔ برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنے آپ کو مضبوط کرنے کے لیے پرتگالیوں اور دیگر اقوام کو ہندوستان سے نکالنے کے لیے ہندوستانی عوام کی بھرپور مدد کی اور بلا شرکت غیرے اپنے قدم پیوست کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ سیاسی و معاشی ابتری نے عوام کو ذہنی طور پر مفلوج کر دیا اور لوگ بے بسی اور محتاجی کے سائے تلے پلنے لگے۔ اس صورت حال میں مقامی لوگ اپنا سب کچھ کھو کر کسی ایسی غیبی مدد کا انتظار کر رہے تھے جو ان کے لیے کارگر ثابت ہو۔ ان حالات و واقعات کا پس نظر دیکھا جائے تو اس وقت مقامی لوگوں کو نو آبادیاتی نظام اپنے مفاد میں نظر آیا۔ اس تمام صورت حال کا تذکرہ ہمیں اس عہد کے ادب میں جھلکتا نظر آتا ہے۔

انگریزوں نے دنیا کے مختلف حصوں میں سترھویں صدی میں نو آبادیات قائم کرنا شروع کر دیں تھیں۔ آہستہ آہستہ اور وقت کے ساتھ ساتھ برطانوی سامراج کی ابتدا ہوئی۔ ۱۸۵۷ء کی ناکام جنگ آزادی کے بعد برصغیر کی مکمل حکومت انگریزوں نے ہتھیا لی۔ تاریخ کا یہ وہ اہم موڑ تھا جس سے مسلمانوں کو نہ قابلِ تلافی نقصان پہنچا۔ مسلمانوں کو سیاسی، سماجی، مذہبی اور ثقافتی ہر لحاظ سے کچلا جانے لگا اور گھٹیا سمجھا جانے لگا۔ انگریزوں کے ارادوں کو تقویت ملنے لگی اور ہر طرف ان کا چرچا شروع ہو گیا۔ اس کی واضح مثالیں ہمیں اس عہد کے ادب میں واضح دکھائی دیتی ہیں۔ اسی تناظر میں طاہرہ غفور لکھتی ہیں۔

"نو آبادیاتی اثرات اتنے ہمہ گیر تھے کہ سماج میں اس کے پنجے ابھی تک گڑھے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ اگرچہ ہندوستانی معاشرے کی اپنی الگ تہذیب اور روایات تھیں۔ انگریزوں کی آمد کے بعد نہ صرف افواج کی جنگیں ہوئی بلکہ مشرق و مغرب کی تہذبیں آپس میں ٹکرائیں۔ نو آبادیاتی عہد کی ان تبدیلیوں کا اثر ادب پر بھی ہوا۔ اس دور میں لکھا جانے والا ادب ہندوستانوں کے سیاسی و سماجی رویوں کی عکاسی کرتا ہے۔"[۲]

انیسویں صدی کے شروع ہوتے ہی انگریزی سامراج کی وجہ سے ہندوستان کی معاشرتی اور سیاسی و سماجی زندگی کی رفتار بالکل بدلنے لگی۔ مغلوں کی سیاست کے بعد جس حکومت و سیاست نے قبضہ کیا نہ وہ مسلمانوں کے حق میں بہتر تھی نہ ہندو کے لیے مناسب تھی بلکہ انگریز کی سامراجی حکومت تھی۔ یہ ایک ایسی حکومت تھی جس کا مقصد صرف صرف تجارت اور تجارت کے بعد ہندوستان پر قبضہ تھا۔ اس حکومت نے آہستہ آہستہ ہندوستان کے تمام علاقوں پر قبضہ کر کے ان کو اپنا محکوم بنا کر لیا۔ اسی تناظر میں ڈاکٹر انور سدید اپنی شہرہ آفاق کتاب "اردو ادب کی تحریکیں" میں رقمطراز ہیں:

"انیسویں صدی کا آغاز ہوا تو ہندوستان میں معاشرتی اور سیاسی زندگی کی رفتار بالکل تیز ہوگئی۔ مغلوں کے زوال کے بعد جس سیاسی قوتوں نے غلبہ حاصل کیا نہ وہ مسلمان سے متعلق تھی نہ ہندوؤں سے، بلکہ وہ انگریز کی تحویل میں تھی۔ جو امر بیل کی طرح ہندوستانی زندگی پر پھیلے جا رہی تھی۔ یہ قوت ایسی تھی کے اعراض و مقاصد ابتداء تجارتی تھے لیکن بعد میں اس نے جہانداری اور ملوکیت کا خوب بھی دیکھنا شروع کر دیا تھا۔ حیدر آباد، میسور اور اودھ پر تسلط جما لینے کے بعد انگریز عملی طور پر ہندوستان کے بہت سے علاقے کو محکوم بناء چکے تھے۔"[۳]

ادب معاشرے کا عکاس ہوتا ہے۔ نو آبادیاتی عہد میں لکھے ادب میں اس عہد کی سیاسی، سماجی، معاشی اور معاشرتی رویوں کی ہمیں بھرپور عکاسی ملتی ہے۔ اس دور کے ادبیوں نے بھی ان تبدیلیوں کے اثرات کو قبول کرتے ہوئے اپنی تحریروں میں برطانوی استعماری رویے کے خلاف بھرپور آواز اٹھائی۔ جنھوں اس استعماری رویہ کے خلاف ادب لکھا ان میں سرِ فہرست سر سید احمد خان، شبلی نعمانی، خواجہ الطاف حسین حالی، پریم چند اور سعادت منٹو شامل ہیں۔ پریم چند کو استعماری تحریروں کے رد عمل میں اپنی سرکاری نوکری سے بھی ہاتھ دھونے پڑے تھے۔ ان ادبیوں نے کھل کر نو آبادیاتی نظام کے خلاف لکھا۔ اسی تناظر میں طاہرہ غفور لکھتی ہیں۔

"ادب میں سر سید احمد خان، ڈپٹی نذیر احمد، اکبر الہ آبادی، شبلی نعمانی، حالی، کرشن چندر، پریم چند اور سعادت حسن منٹو کی تحریریں نو آبادیاتی اثرات کی عکاسی کرتی ہیں۔ سجاد ظہیر کے ناول "لندن کی ایک رات" کے پس منظر میں معاشرتی رویے واضح نظر آتے ہیں۔ پروفیسر احمد علی نے "مہاوٹوں کی ایک رات" میں جنس اور غربت پر لکھا۔ ان کے افسانے "قید خانہ"، "غلامی"، "قلعہ" اور "تصویر کے دو رخ" میں برطانوی سامراجی اثرات ملتے ہیں۔ کرشن چندر کا ناول "شکست" بغاوت اور خود غرضی کے احساسات لیے نو آبادیاتی عہد کا ایک اہم ناول ہے۔"[۴]

جہاں تک آپ بیتیوں کا تعلق ہے تو آپ بیتیوں میں بھی برطانوی سامراج اور نو آبادکاروں کی تخریب کاری واضح نظر آتی ہے۔ جعفر تھانیسری کی آپ بیتی "کالا پانی" حسرت موہانی کی "قیدِ فرنگ" نواب سرور خان جنگ کی "کارنامہ سروری" رضا علی کی "اعمال نامہ" ظہیر دہلوی کی داستانِ غدر" اور چودھری افضل حق کی "میرا افسانہ" میں نو آبادیاتی نظام کی واضح تصویر نظر آتی ہے۔ ان آپ بیتیوں میں آپ بیتی نگاروں نے اپنے ذاتی زندگی سے زیادہ اپنے عہد کی جھلک پیش کی ہے۔ جس عہد میں یہ آپ بیتیاں لکھی گئی ہیں اس عہد کو ہم نو آبادیاتی عہد سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان آپ بیتیوں میں نو آبادیاتی عہد کا برصغیر پر سیاسی، معاشرتی، تہذیبی اثر اور معاشرتی تبدیلیوں کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ نو آبادیاتی نظام کے زیر اثر مقامی لوگوں کی ذہنی کیفیات، ان کے محسوسات اور قلبی واردات کے اظہار کو سمجھنے کی بھر کوشش کی گئی ہے۔ نو آبادیاتی عہد سیاسی، تہذیبی و معاشرتی اور نظریاتی لحاظ سے ہنگامہ خیز اور انقلاب آفریں عہد تھا۔ اس دور کی آپ بیتیوں میں عہدِ نو آبادیات سے قیام پاکستان تک کی جہد وجہد کے سیاسی، معاشرتی اور تاریخ کے نشیب و فراز اپنی تمام تر جزئیات کے ساتھ نمایاں ہو جاتے ہیں۔

زیر نظر مقالہ میں چوہدری افضل حق کی آپ بیتی "میرا افسانہ" میں نو آبادیاتی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ چوہدری افضل حق (۱۸۹۱-۱۹۴۲) اردو کے نامور ادیب تھے۔ آپ نہ صرف اردو کے ادیب تھے بلکہ آپ کی حیثیت ایک مفکر اور سیاستدان کی بھی ہے۔ آپ نے اپنی تحریریوں میں انگریزی استعمار کی خامیوں کو کھل کر بیان کیا ہے۔ آپ کی اس آپ بیتی میں لوگوں کے مختلف رویوں، نفسیاتی کیفیات، انسانی شخصیت میں ہونے والی شکست وریخت، ناآسودہ خواہشات اور مغرب کی بے جا تقلید کی تصویر کھینچی ہے۔

اس آپ بیتی میں چوہدری افضل حق نے اپنی زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات کے ساتھ ساتھ نو آبادکاروں کے مظالم، نسلی برتری، غیر انسانی سلوک اور مغربی استحصال کا تذکرہ کھل کر پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے بچپن

کے حالات، ملازمت سے سیاست کی جانب رغبت اور پھر قید وبند کی صعوبتوں کو بڑے دلیرانہ انداز میں پیش کیا ہے۔ اس آپ بیتی کو پڑھنے کے بعد استعماری رویے کی وجہ سے افضل حق کی ذہنی، نفسیاتی اور جذباتی کیفیات کھل کر ہمارے سامنے آتی ہیں۔ انگریزوں نے اپنی نو آبادیوں کو مستحکم کرنے کے لیے مقامی باشندوں پر ظلم وستم کیے اس کی تصدیق "میرا افسانہ" کرتی ہے۔ اس حوالے سے رانا محمد صفدر ادا اپنے ایم۔فل کے مقالہ "اردو آپ بیتی کی تاریخ" میں لکھتے ہیں۔

> "میرا افسانہ میں افضل حق نے چیدہ چیدہ واقعات کو پیش کیا ہے۔ بچپن کے حالات ،ملازمت سے سیاست کی جانب رغبت اور قید وبند کی صعوبتیں ان سب کو ضروری تفاصیل کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اس ذیل میں مصنف کی ذہنی، نفسیاتی، اور جذباتی کیفیات پر روشنی پڑتی ہے۔ مصنف کا نقطہ کھل کر سامنے آتا ہے۔ انگریزوں کے عتاب سے مسلمانوں کا جو حشر ہوا اس کی تصدیق اس آپ بیتی سے ہوتی ہے۔"(۵)

چوہدری افضل حق ایک سچے وطن پرست انسان تھے۔ آپ کو وطن کی محبت کے عوض بار بار جیلوں میں جانا پڑا۔ سب سے پہلے تو آپ کو تحریک ترک موالات کے سلسلے میں جیل جانا پڑا۔ آپ نے حق اور سچ کی خاطر اپنا تن، من اور دھن سب کچھ قربان کر دیا۔ آزادی کے لیے اس وقت ہر ایک نوجوان کوشش کر رہا تھا اس کوشش کے بدلے برطانوی استعماری طاقتیں اٹھا اٹھا کر ان نوجوانوں کو جیل میں ڈال رہی تھیں۔ اس وقت ملک ویران اور جیل خانے حق کی بات کرنے والوں سے بھرے جا رہے تھے۔ جیل خانوں میں ایک خاص قسم کی خوبصورتی آنے لگی کیونکہ یہاں وہ لوگ آ رہے تھے جنہوں نے اپنے وطن کی آزادی کی خاطر جان تک کا نذرانہ پیش کرنے سے انکار تک نہیں کیا ۔جو لوگ پابند سلاسل کیے جا رہے تھے وہ اپنے آپ پر فخر محسوس کر رہے تھے۔ اس حوالے سے چوہدری افضل حق اپنی آپ بیتی "میرا افسانہ" میں رقمطراز ہیں۔

> "تحریکِ ترکِ موالات جوبن پر تھی۔ آزادی کے دیوانے شمع حق وحریت پر پروانے کی طرح گر رہے تھے۔ احباب ایک ایک کر کے دارالامان میں پہنچ چکے تھے۔ اب سوراج مندر کے باہر رہنا بہادروں کی کسرِ شان تھی۔ ملک ویران اور جیل خانے رشک جنت بن رہے تھے۔ جو پابند کیا جاتا خوش قسمتی پر فخر و ناز کرتا۔ جو باہر رہتا اپنی نامرادی پر سر دھنتا، غرض باہر کا ہندوستان دلچسپیوں سے خالی ہو رہا تھا اور قید خانوں کی کشش بڑھ رہی تھی۔"(۶)

نو آباد کاروں نے اپنے عزائم کو تقویت دینے کے لیے طاقت کا وحشیانہ استعمال کیا۔ انھوں نے ہندوستان میں آزادی کی آواز کو دبانے کے لیے ہر ایک کر تا دھر تا شخص قید کر دیا تاکہ یہ لوگ اپنی آزادی سے محروم رہیں اور برطانوی استعمار برقرار رہے۔ تحریکِ ترکِ موالات کے سلسلے میں نو آباد کاروں نے چوہدری افضل حق کو بھی ۱۴ فروری ۱۹۲۲ء کو گرفتار کیا اور چھے ماہ کی سزا سنائی۔ آپ پر جیل میں بے شمار ظلم و تشدد کیا گیا۔ چوہدری افضل حق کو جیل میں ایسی ایسی سزائیں دی جاتی تھیں جو روح کو تڑپا دینے والی تھیں۔ اس تمام بے قراری اور بے چینی کی تصویر آپ کی اس آپ بیتی میں واضح نظر آتی ہے۔ اسی تناظر میں رانا محمد صفدر ادار قمطراز ہیں۔

> " "میرا افسانہ" میں جس بے چینی اور تڑپ کا عالم نظر آتا ہے۔ اسے اس عہد کی بے قراری کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ وطن سے محبت کے بدلے قید و بند کی صعوبتیں، قیدیوں سے ناروا سلوک اور جیل سے متعلق مصنف کے مشاہدات اس آپ بیتی کے نمایاں پہلو ہیں۔"(۷)

تحریکِ ترکِ موالات کے سلسلے میں دیگر لوگوں کی نسبت آپ کو ابھی قید نہیں کیا گیا تھا، جبکہ دیگر لوگوں کو دو برس قید میں بیت چکے تھے۔ آپ کو بھی اس گھڑی کا انتظار کہ آپ کو بھی دوسرے لوگوں کی طرح قید کر کے جیل خانے میں لے جایا جائے تاکہ اسے بھی روحانی سکون ملے جس آزادی کی وہ جنگ لڑ رہے ہیں۔ آخر وہ وقت بھی آ پہنچا جب آپ کو نو آباد کاروں نے قید کر کے پہلی دفعہ تھانہ شکر گڑھ بھیج دیا۔ آپ نے جیل میں جا کر اپنے آپ کو مطمئن اور خوش محسوس کیا۔ آزادی کی خاطر آپ نے قید کو تو گلے لگا لیا لیکن نو آباد کاروں کی غلامی ان سے برداشت نہیں ہوئی۔ اس حوالے آپ اپنی آپ بیتی "میرا افسانہ" میں لکھتے ہیں۔

> "دو برس کی مسلسل دعوت اسیری و خواہش پابندی کے باوجود میں ابھی آزاد تھا۔ اس لیے دم مغموم و ناشاد تھا۔ اپنی شکستہ پائی پر افسوس اور ہم سفروں کے منزل و مقصود تک رسائی پر رشک آتا ہے۔ جس گھڑی کا انتظار تھا وہ آ پہنچی، اور قلعہ پھلور کے ایک ہمدرد اور ہم جلیس سب انسپکٹر پولیس کے ہاتھوں کام سر انجام کو آ پہنچا۔ جو ان دنوں تھانہ گڑھ شکر کا افسر انچارج تھا۔ تھانہ میں پہنچ کر میں نے وارنٹ دیکھنا چاہا، تاکہ افسر اجراء کنندہ۔ تاریخ و مقام ساعت کا پتہ چل سکے، مگر میرے دوست سب انسپکٹر نے حق دوستی و قانونی فرض جواب صاف سے ادا کر کے مجھے وہاں داخل کیا۔ جہاں میں اپنی قوت فیصلہ کو کام

میں لا کر خوف و زنداں سے ہر اساں و لرزاں انسانوں کو بند کر دینے کا خود حکم دیا کرتا
ہے۔"(۸)

آپ نے اپنی آپ بیتی "میرا افسانہ" میں انگریزی سامراج کے مظالم ،سیاسی قیدیوں کے حالات اور تحریکِ ترکِ موالات سے متعلق تمام احوال کو بیان کیا ہے۔ آپ کو جو سزائیں دی گئیں اور بار بار جیل بھیجا گیا اس کا تذکرہ آپ اپنی آپ بیتی میں معمول کے مطابق کرتے ہیں۔ آپ کو حب الوطنی کے جذبے میں بے شمار صدمات کو جھلنا پڑا۔ آپ کو جو جو تکلیفیں، مقدمات اور صدمات برداشت کرنا پڑے ان سب کی تفاصیل آپ نے اپنی آپ بیتی "میرا افسانہ" میں بیان کیں کی ہیں۔ حسرت موہانی بھی ایک ایسے ادیب جن کو حق کی خاطر انگریزوں نے جیل میں قید کر کے مشقت کروائی لیکن اس کے باوجود انھوں نے اپنی آزادی کی تحریک کو جاری رکھا اور مردِ کامل کی طرح ہمیشہ حق کا نعرہ بلند کرتے رہے۔ اس حوالے سے رانا محمد صفدر راد ا اپنے مقالہ "اردو آپ بیتی کی تاریخ" میں لکھتے ہیں۔

> "میرا افسانہ میں نصف سے زائد واقعات ،سیاسی قیدیوں کے حالات ،سرگرمیوں اور مصبتیں جھیلنے سے متعلق ہیں۔ تحریک ترک موالات کی زد میں چوہدری افضل حق کو جو سزا ملی وہ اس کا ذکر معمول سمجھ کر کرتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ جذبہ حب الوطنی ہے۔ چوہدری افضل حق کی قید بھی حسرت موہانی کی قید "قیدِ فرنگ" کی طرح ہے ۔ لیکن یہ تمام مصیبتوں اور تکلیفوں کا متوازن انداز میں بیان ہے۔ تاہم جیل سے باہر بسنے والوں کے لیے یہ واقعات غیر معمولی حیثیت کے حامل ہیں۔"(۹)

اس آپ بیتی میں چوہدری افضل حق نے نو آبادکاروں کی تخریب کاری، سیاسی سرگرمیوں اور مسلمانوں پر ظلم و تشدد کی دردناک تصویر کھینچی ہے۔ آپ کو جذبہ حب الوطنی کی وجہ سے انگریز حکومت نے بار بار جیل بھیجا۔ آپ نے جیل میں جن روح فرسا مظالم کا مشاہدہ کیا تو ان سے متاثر ہو کر "دنیا میں دوزخ" کے عنوان سے آپ نے ایک کتاب بھی تصنیف کی۔ آج جیل خانہ جات میں جو اصلاحات نظر آتی ہیں وہ بھی چودھری افضل حق کی کوششوں کی مرہون منت ہیں۔

آپ نے بھی اس استعماری حکومت کے ہتھ کنڈوں کے خلاف پُر زور احتجاج کیا۔ یہاں تک کہ آپ کو چار بار جیل جانا پڑا اور حق کی خاطر آپ جیل میں بڑی خوشی سے جاتے تھے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ جب آپ کو مجسٹریٹ کے سامنے رہائی اور سزا کے سلسلے میں پیش کیا گیا تو آپ نے ان آبادکاروں کے خلاف برملا کہہ دیا کہ حکومت وقت کے

خلاف نافرمانی کا مرض مجھ میں زیادہ ہے اس کی سزا مجھے آپ جتنی دے سکتے ہیں دیں تاکہ اس مرض سے مجھے ہمیشہ کے لیے شفا مل جائے۔ اسی تناظر میں آپ اپنی آپ بیتی "میرا افسانہ" میں لکھتے ہیں۔

"مجھ سے مجسٹریٹ نے پوچھا کہ کتنی سزا دوں۔ جواب دیا کہ حکومت کی نافرمانی کے مرض کی شدت ہے۔ اگر سزا اس مرض کی دوا ہے تو پوری خوراک دیجیے۔ مجسٹریٹ نے ہنس کر کہا نہیں کم از کم سے شروع کیجیے۔ یعنی چھ ماہ تک جیل جاترا۔ وکلاء میں سے چند ایک نے پوچھا کہ قید محض ہے یا سخت، کہا جیسا ان کا بخت۔"(۱۰)

اس آپ بیتی میں چوہدری افضل حق نے نو آبادیاتی عہد کو مخصوص سیاسی و سماجی تناظر میں دیکھا۔ یہ آپ بیتی نو آبادیاتی عہد کے حوالے سے بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس آپ بیتی میں نو آبادیاتی نظام سے پیدا شدہ واقعات و سانحات اور ان کے نتیجے میں پیدا ہونے والی تہذیبی تبدیلیوں کا ہندوستانی معاشرے کا بطور خاص ذکر ملتا ہے۔ یہ آپ بیتی اس لیے بھی اہم ہے کہ یہ اپنے موضوع کے پھیلاؤ کی وجہ سے نو آبادیاتی عہد کی صحیح تصویر پیش کرتی ہے۔ نو آبادیاتی نظام کے آنے کی وجہ سے ہندوستان کے لوگ اس جدید نظام کے آہستہ آہستہ دلدادہ ہونے لگے۔ مسلمانوں کی اپنی کوئی سیاسی پالیسی نہ تھی اس لیے بدیسی اس سے اپنا فائدہ اٹھا کر اس پر قابض ہو گئے۔ ہندوستان کی عوام میں بھی اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ اس نئی حکومت کے خلاف کوئی ردعمل ظاہر کریں۔ مقامی لوگوں نے نو آبادیاتی نظام کو غنیمت سمجھا اور اس کی پیروی شروع کر دی۔ غلامی نے ہندوستانی مسلمانوں کو بے جان کر دیا۔ ہندوستان کے حکمرانوں نے انگریزی استعمار کی سیاست کا خیر مقدم کر کے ان سے ناطہ جوڑ لیا۔ اسی تناظر میں چوہدری افضل حق لکھتے ہیں۔

"غلام ہندوستان کے مسلمانوں کی کوئی سیاسی پالیسی نہ تھی۔ مسلمان امراء، علماء اور صوفیانہ خدا سے منہ موڑ کر انگریز سے ناطہ جوڑے ہوئے تھے۔ وہ اٹلی کی توپوں میں کیڑے پڑنے کی دعائیں تو کرتے تھے لیکن انگلستان کے خلاف حرفِ شکایت زبان پر لانے کی تاب نہ رکھتے تھے۔"(۱۱)

نو آباد کاروں نے ہندوستان میں جو سہولیات مہیا کیں وہ ایسی نوعیت کی تھیں جس سے مقامی لوگوں کو نہیں بلکہ خود نو آباد کاروں کو فائدہ پہنچ رہا تھا۔ نو آباد کاروں نے اپنی ہر سہولت کے سامنے اپنے مقصد کو سامنے رکھ کر کام کرنا شروع کیا تھا۔ نو آباد کار مقامی باشندوں کی ذہن سازی اس طرح کرتے ہیں کہ گویا لگتا ہے کہ یہ تمام پالیسیاں ہندوستان کے لوگوں کے حق میں ہیں۔ نو آباد کاروں کی جو ایک غاصبانہ ذہنیت تھی اس کے پیچھے بہت سے مقاصد کار فرما ہوتے تھے۔ اس مقصد میں مقبوضہ ملک کا دولت و سرمایہ لوٹ کر اپنے ملک کو معاشی طور پر مضبوط کرنا سرِ فہرست ہے

۔اس کے علاوہ نو آبادیاتی باشندوں پر حکومت کرنا بھی ایک اہم مقصد تھا۔نو آبادکار ہر حوالے سے نو آبادیاتی باشندوں کو بے بس اور مجبور کر دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا تھا۔نو آبادکاروں نے جس طرح برصغیر کے رسم ورواج، تہذیب و ثقافت ،زبان وادب اور تعلیم پر گہری چھاپ لگانے کی کوشش کرتے ہیں اس کی ساری تصویر "میر افسانہ "میں ہمیں نظر آتی ہے۔نو آبادیاتی نظام اپنے ایک خاص اصول کے تحت کام کرتا ہے۔نو آبادیاتی باشندوں کی بے بسی و مجبوری اور نو آبادکاروں کے مقاصد کے حوالے سے ڈاکٹر محمد اشرف کمال اپنے مضمون "نو آبادیات ومابعد نو آبادیات "میں لکھتے ہیں۔

"نو آبادیاتی صورت حال پیدا کرنے کے سبب کے پیچھے طاقت ور قوم کے غاصبانہ قبضہ کرنے کی ذہنیت کار فرما ہوتی ہے۔نو آبادکار جب کسی قوم اور ملک کو اپنی نو آبادیات بنالیتا ہے تو وہاں کے رسم ورواج، تہذیب و ثقافت ،زبان اوادب اور تعلیم پر اپنی گہری چھاپ لگانے کی کوشش کرتا ہے۔اس ساری صورت حال کا مقصد نو آبادکار کے اختیار اور دائرہ کار کو بڑھانا اور نو آبادیاتی باشندوں کو ہر حوالے سے مجبور بے بس بنانا ہوتا ہے۔"[۱۲]

چوہدری افضل حق نے اپنی اس کتاب میں آپ بیتی بیان کرنے کے پردہ میں نو آبادیاتی نظام کی تمام قباحتوں کو ایک خاص انداز میں بیان کیا ہے۔آپ کو نو آبادی باشندوں نے وطن پروری، غریب پروری اور ادب پروری کی وجہ سے چار مرتبہ گرفتار کیا اور جیل میں ڈال کر سزائیں دیں۔جہاں پر یہ کتاب مصنف کے ذاتی احوال، طبعی رجحانات ،اور فکری میلانات کا حسین مرقع ہے۔وہیں پر یہ اپنے عہد کے سیاسی اور سماجی رویوں کی عکاسی بھی کرتی ہے۔آپ نے اپنی اس آپ بیتی میں نو آبادیاتی عہد کی سیاسی اور سماجی تمام تاریخ کو بلا مبالغہ رقم کیا ہے۔یہ ایک آپ بیتی کے ہونے ساتھ ساتھ برصغیر کی نو آبادیاتی عہد کی تاریخ بھی ہے۔آپ نے ایک غیر جانبداری کے ساتھ انگریز استعمار کی خوبیوں خامیوں کو اپنی اس کتاب "میر اافسانہ "میں پیش کیا ہے۔جب آپ کئی مرتبہ جیل گئے تو آپ نے مناسب سمجھا کہ جیل میں چند اصلاحات نافذ کروانے کی بھرپور کوشش کی۔آپ نے ہر دفعہ اور ہر موڑ پر جیل میں سیاسی اسیروں کے لیے بہتری کی کوشش کی۔آپ کے ساتھ کے سیاسی قیدیوں نے بھی ان اصلاحات کو لاگو کروانے کی بھر کوشش کی ہے ۔اسی تناظر میں آپ اپنی اس تصنیف میں رقمطراز ہیں۔

"جیل کی تحقیقاتی کمیٹی نے شملہ جانے سے پہلے جیل کی مجوزہ اصلاح کا عام خاکہ تیار کر دیا تھا۔جب اسے سیاسی اسیروں کو دکھایا گیا۔تو ان میں سے بھگت سنگھ نے اس کی خامیوں کو

بھانپ لیا اور ہم پر صاف طور سے واضح کر دیا کہ یہ خاکہ موجودہ صورت میں قطعی نا تسلی بخش ہے۔"(۱۳)

نو آبادیاتی عہد میں سیاسی و سماجی اہم فیصلے ہوئے ان تمام احوال کا تذکرہ چوہدری افضل حق نے اپنی اس آپ بیتی میں کھل کر پیش کیا ہے۔ ہندوستان میں جتنے بھی اہم سیاسی فیصلے ہوئے انگریزی استعمار کے زیر اثر ہوئے ان تمام کی صحیح صورت حال ہمیں چودھری افضل حق کی اس آپ بیتی میں نظر آتی ہے۔ نو آبادکاروں نے برصغیر پر ظلم و تشدد، نسلی برتری، انسانی استحصال، دولت کی لوٹ اور مقامی لوگوں کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم رکھنے جیسے مقاصد تک اپنے آپ کو محدود رکھا۔ انگریز حکومت نے جو ہندوستانی عوام کی تقدیر کے فیصلے کیے لوگوں کو ان فیصلوں میں شامل ہی نہیں کیا گیا۔ نو آبادکاروں نے اپنی طاقت کا وحشیانہ استعمال کر کے مقامی لوگوں کے حقوق و وسائل کا استحصال کیا۔ سائمن کمیشن کے فیصلے کو ہی دیکھ لیجیے ہندوستانی عوام کس طرح اس بنیادی حقوق سے محروم رکھا گیا ہے۔ انھوں نے ہندوستان کی عوام کو بھیڑ بکریاں سمجھ کر اپنی مرضی کے مطابق حکمرانی کرنے کی کوشش ہمیشہ جاری رکھی۔ اس تناظر میں چوہدری افضل حق اپنی اس آپ بیتی "میرا افسانہ" میں لکھتے ہیں۔

"سائمن کمیشن میں کسی ہندوستانی کو شریک نہ کر کے انگریزی حکومت نے ہندوستان کی سیاسی بیچارگی کا اعلان کیا۔ جس کے معنی یہ تھے کہ انگلستان ہندوستان کی ۲۴ کروڑ بھیڑ بکریوں پر اپنی مرضی کے مطابق حکمرانی کرے گا۔ انہیں کمیشن سے باہر رہ کر بے معنی فریاد کا حق ہے۔ لیکن آئین کی تشکیل میں ہندوستان کو دخل نہ ہو گا۔"(۱۴)

یہ وہ تمام صورت حال تھی جو مغربی استعمار کے زیر سایہ اس وقت پنپ رہی تھی۔ نہ صرف عام لوگوں بلکہ سیاسی اور سماجی کارکنوں سے لے کر ایک عام شخص تک نے اس نو آبادیاتی نظام کے خلاف آواز بلند کی۔ لیکن افسوس صد افسوس ہندوستانی عوام سے کچھ بھی نہ بن سکا وہ ان نو آبادکاروں کے آگے بے بس اور مجبور ہو گئے۔ نو آبادکاروں نے برصغیر کا دولت اور سرمایہ خوب لوٹا کر اس کو خالی کر دیا۔ نو آبادکاروں نے ظلم و تشدد کی کہانیاں رقم کیں اور ان کے خلاف جن لوگوں نے رد عمل کیا انھوں نے ان کو بھی اپنے مفادات کی خاطر جیل میں ڈال دیا۔ نو آبادیاتی نظام کے خلاف نہ صرف چوہدری افضل حق نے بلکہ ہمارے دیگر آپ بیتی نگاروں نے بھی اس کا رد عمل ظاہر کیا تو ان کو بھی طویل اور مختلف قسم کی سزائیں برداشت کرنا پڑیں۔ مولانا محمد جعفر تھانیسری مرحوم نے بھی اپنی آپ بیتی "کالا پانی" میں نو آبادکاروں کے ظلم و تشدد کو اس طرح بیان کیا ہے۔

"بارہویں دسمبر کو جب سپرنٹنڈنٹ پولیس میرے خطوط اور آدمیوں کو جو میرے گھر سے ملے تھے۔ انبالہ کو لے گئے تو ان کو دیکھ کر بعد حصول منظوری گورنمنٹ میری گرفتاری کا وارنٹ جاری ہوا، وہی پارسن صاحب دوسرے دن میری گرفتاری کا وارنٹ لے کر تھانیسر آیا اور مجھ کو وہاں نہ پاکر شہر میں آفت مچادی۔ سینکڑوں گھروں کی تلاشی ہوئی۔ پچاسوں مرد عورت پکڑے گئے۔ میری بوڑھی والدہ اور میرے بھائی محمد سعید کو بارہ تیری برس کا تھا اور اس کی بیوی کو قید کر کے ان پر سخت عذاب اور مار پیٹ شروع کی اور ایسا ظلم اور بے عزتی عوراتِ پردہ کی ہوئی کہ جس کو سن کر دل کانپ جاتا ہے۔"(۱۵)

جعفر تھانیسیری نے بھی اپنی آپ بیتی میں نو آبادکاروں کے مظالم کو کھل کر اور بڑے واضح انداز میں بیان کیا ہے۔ آپ کو بھی چوہدری افضل کی طرح انگریزوں نے مختلف قسم کی اذیتیں دیں۔ قید میں آپ پر بہت ظلم و تشدد کیا گیا جس کی مثال ملنا محال ہے۔ آپ کو انگریزوں نے کالے پانی کی سزا دی اور جیل میں ایسی سزائیں دیں جس کے بارے میں انسان سن کر حیرت میں پڑ جاتا ہے۔ اس وقت انگریز استعمار نے سزا کے بھی عجیب رنگ ڈھنگ نکالے ہوئے تھے مثال کے طور پر وہ قیدیوں کا ماتھا کھود کر ان کی پیشانی پر ان کا نام اور ان کا جرم لکھ دیتے تھے۔ نو آبادیاتی عہد میں ہندوستان کے لوگوں کو اس قسم کی سزائیں واسطہ پڑا۔

اٹھارویں صدی ہی سے برصغیر میں افراتفری اور سیاسی کمزوریاں شروع ہو چکی تھیں۔ جب انیسویں صدی کا آغاز ہوا تو اس وقت تو مکمل طور پر برصغیر پر نو آبادکار گرفت حاصل کر چکے تھے۔ انگریزوں نے آہستہ آہستہ ہندوستان میں کالونیاں بنانا شروع کر دیں۔ کالونیاں بناتے ہی انھوں نے نو آبادیاتی تمدن مسلط کرنے کی بھر کوشش کی اور وہ اس میں کامیاب بھی ہو گئے۔ استعماری نمائندوں نے اپنی ثقافت جب اپنی کالونیوں پر مسلط کرنا شروع کی تو آہستہ آہستہ مقامی لوگ نے بھی اس کو اپنانا شروع کر دیا۔ اس طرح مقامی باشندے اپنی ثقافت سے دور ہو کر استعمار کار کی ثقافت کو اختیار کرنے میں فخر اور خوشی محسوس کرنے لگے اس طرح برطانوی استعماری نمائندوں کی محنت خود بخود رنگ لانے لگیں۔ اسی تناظر میں ریاض ہمدانی اپنی کتاب "اردو ناول کا نو آبادیاتی" مطالعہ میں رقمطراز ہیں۔

"برصغیر انیسویں صدی کے آغاز میں ہی نو آبادیاتی ملک بن چکا تھا۔ اٹھارویں صدی بھی انتشار، سیاسی کمزوری اور اخلاقی انحطاط کی صدی تھی۔ انگریزوں نے جب ہندوستان کو کالونی (Colony) بنا لیا تو اس پر "نو آبادیاتی "تمدن مسلط کر دیا۔ استعمار کار (Colonizer) اپنی ثقافت اپنی کالونی (Colony) پر مسلط کرتا ہے۔ جس کے نتیجے

میں مقامی باشندہ اپنی ثقافت سے دور ہو جاتا ہے اور استعمار کار کی ثقافت کو اپنانے یا اختیار کرنے میں فخر محسوس کرتا ہے۔"(۱۶)

نو آباد کار نے "نو آبادیاتی تمدن "مسلط کرنے کے علاوہ جو بھی نو آبادیاتی نظام کے رائج کرنے کے لیے جو حکمتِ عملیاں، تدبیریں اور سازشیں اپنائی ان سب احوال کا جائزہ "میرا افسانہ "پیش کرتی ہے۔"میرا افسانہ "میں چودھری افضل حق نے نو آباد کاروں کے ظلم و ستم، نسلی برتری، حقوق و وسائل کا استحصال اور انسانی اقدار کی پامالی کی تصویر پیش کی ہے۔ انگریز نے کوشش شروع ہی دن سے اپنی جاری رکھی کہ ہندوستان کے لوگوں کو غلام بنایا جائے وہ آخر کامیاب ٹھہری۔ انھوں نے بہت عرصہ تک اپنا تسلط قائم رکھا۔ہندوستان کے جو لوگ انگریزوں کی دوستوں سے مستفید ہوتے رہے ان کا انجام آخر کار بہت دردناک اور مہلک ثابت ہوئیں۔وہ استعماری طاقت کے ہاتھوں صرف ایک منہ کھولنے کی حیثیت رکھتے تھے۔نئے حکمرانوں کی دوستی اور دشمنی دونوں کا انجام تخت سے تختہ تک محدود تھا۔ اسی تناظر میں ڈاکٹر معین الدین عقیل اپنی شہرہ آفاق تصنیف "آزادی میں اردو کا حصہ "میں لکھتے ہیں۔

"انگریز نے ابتداء ہی سے یہ کوشش روا رکھی تھی کہ کسی طرح اپنے مفاد کے لیے ہندوستان پر تسلط قائم کریں۔جو رساء اور حکمران انگریز کی دوستی سے مسحور ہوئے ان کے لیے یہ دوستی کا انجام کار مہلک ثابت ہوئی ان میں سے ہر ایک کو تخت حکومت سے اترنا پڑا یا وہ اس طاقت کے ہاتھوں بے جان کھلونا بن کر رہ گئے۔ان حکمرانوں نے چاہیے دوستی کی راہ اختیار کی یا دشمنی کی، نتیجہ دونوں حالتوں میں یکساں نکلا۔اگر انھوں نے غاصب انگریزوں کے ساتھ تعلقات گوارانہ کیے تو ان پر ارادہ ہائے بد کا الزام لگا کر حملہ کر دیا گیا اور ان کے علاقے مسخر کر لیے گئے اور اگر انھوں نے پیش کردہ دوستی قبول کر لی تو وہ انگریزی حکمت عملی کے جال میں اس طرح الجھ گئے کہ وہ اپنی عزت اور موروثی مقبوضات سے محروم ہوئے۔ چنانچہ وہ لوگ جہاں حکومت کرتے رہے تھے قیدی بن کر رہ گئے۔صرف یہی نہیں بلکہ کو ایک دوسرے کے خلاف لڑائی کے لیے آمادہ کر دیا جاتا، ایک کو مدد دے کر کامیاب کیا جاتا پھر غلط روی کا الزام لگا کر دوسرے کو تخت سے اتار دیا جاتا۔"(۱۷)

نو آباد کار اپنی تمام تر پالیساں لاگو کرنے میں کامیاب ہو گئے۔مقامی لوگوں نے بھی وقت کے ساتھ ساتھ غالب ثقافت کی طرف توجہ دینا شروع کر دی۔مقامی باشندوں میں زیادہ تر اکثریت ان لوگوں کی تھی جو پڑھا لکھا طبقہ تھا

اور نئی نئی چیزوں کی طلب رکھتا تھا۔ انسان کوئی بھی کام دو صورتوں میں سر انجام دیتا ہے پہلی مرتبہ اپنی ضرورت پوری کرنے کی خاطر اور دوسری مرتبہ اپنی زندگی میں سہولت پیدا کرنے کی غرض سے۔ نو آبادکاروں نے بھی کچھ اس طرح کی پالیسی کو اپناتے کمزور ریاستوں پر قبضہ کر لیا۔ نو آبادکاروں نے جو عمل یا طریقہ اپنے مفاد کی خاطر اپنایا، اور جو اس نو آبادیاتی نظام کو لاگو کرنے کے لیے مقامی لوگوں کا ہر حوالے سے استحصال کیا اس تمام احوال کی صحیح تصویر چوہدری افضل حق کی آپ بیتی "میرا افسانہ" پیش کرتی ہے۔ نو آبادیاتی عہد میں استعمار کے رد عمل میں اظہار کرنے والوں میں چوہدری افضل حق بھی شامل تھے۔ آپ کو تحریک آزادی کی خاطر کئی مرتبہ جیل میں ڈالا گیا۔ مغربی سامراجیوں نے مسلمانوں کے سیاسی اقتدار کو بالکل ختم کر کے رکھ دیا تھا تا کہ مسلمان سیاسی، مذہبی، تہذیبی ہر لحاظ سے غلام بن جائیں اور ان کا منفرد وجود باقی نہ رہے۔ زیر نظر مقالے کا یہ مقصد ہے کہ اردو زبان اور ادیبوں نے مسلمانوں کی ملی تحریکات کے فروغ اور مسلمانوں میں ملی شعور کو بیدار کرنے اور ان کی سیاسی تحریکات کو مضبوط کرنے میں کیا خدمات سر انجام دیں، جس سے نو آبادیاتی نظام کی جڑیں کمزور ہوئیں ہو اور ہندوستان کی عوام کو فائدہ حاصل ہوا۔

حوالہ جات

۱۔ طاہرہ غفور ، "بانو قدسیہ کے افسانے "کلو" کا مابعد نو آبادیاتی تناظر میں تجزیہ "مشمولہ: معیار شمارہ نمبر ،۲۴، جولائی تا دسمبر ۲۰۲۰، مدیر ڈاکٹر عزیز ابن الحسن، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد، ص ۱۶۶

۲۔ ایضاً: ص: ۱۶۶

۳۔ انور سدید، ڈاکٹر "اردو ادب کی تحریکیں "انجمن ترقی اردو، کراچی، ۲۰۰۴ء، ص: ۲۵۹

۴۔ طاہرہ غفور ، "بانو قدسیہ کے افسانے "کلو" کا مابعد نو آبادیاتی تناظر میں تجزیہ "ایضاً، ص ۱۶۶

۵۔ رانا محمد صفدر ادا، "اردو آپ بیتی کی تاریخ آغاز سے ۱۸۵۷ء تک "(مقالہ برائے ایم۔ فل اردو)، علامہ اقبال اوپن، یونی ورسٹی اسلام آباد، ۱۹۹۲ء، ص ۶۴

۶۔ افضل حق، چوہدری، زاہد بشیر پرنٹرز، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص: ۶۷

۷۔ رانا محمد صفدر ادا، "اردو آپ بیتی کی تاریخ آغاز سے ۱۸۵۷ء تک، ایضاً ص ۶۵

۸۔ افضل حق، چوہدری، ایضاً: ص، ۶۷

۹۔ رانا محمد صفدر ادا، "اردو آپ بیتی کی تاریخ آغاز سے ۱۸۵۷ء تک، ایضاً ص ۶۵

۱۰۔ افضل حق، چوہدری، ایضاً: ص، ۷۵

۱۱۔ ایضاً: ص، ۲۷

۱۲۔ محمد اشرف کمال،ڈاکٹر،نو آبادیات ومابعد نو آبادیات، مشمولہ (نو آبادیات و مابعد نو آبادیات)مرتب، محمد عامر سہیل، عکس پبلی کیشنز،لاہور۲۰۱۹ءص،۱۲۳

۱۳۔افضل حق،چوہدری،ایضاً،ص،۱۵۳

۱۴۔ایضاً:ص،۱۴۸

۱۵۔ جعفر تھانیسیری،کالاپانی،سنگِ میل پبلی کیشنز،۲۰۱۲ء،ص،۱۵

۱۶۔ریاض ہمدانی،ڈاکٹر اردوناول کانو آبادیاتی مطالعہ،۲۰۱۸،لاہور، فکشن ہاوس،ص ۱۲۰

۱۷۔ معین الدین عقیل،ڈاکٹر، آزادی میں اردو کا حصہ،انجمن ترقی اردو،۱۹۷۶،ص،۳۳،۳۲

References in Roman

1. Tahira Ghafoor, Bano Qudsiya Kay Afsany “Kallo”ka Maabaad Nowabaadiyati Tanzur Mein Tajziya “ Mashmoola Meyar Issue 24, July to December, Editor Dr Abdul Aziz Ibin ul Hassan, International Islamic University, Islamabad, P.166
2. Ibid, P.166
3. Anwar Sadeed, Dr, Urdu Adab ki Tehreekein, Anjuman Taraqqi e Urdu, Karachi, 2004, P.259
4. Tahira Ghafoor, Bano Qudsiya Kay Afsany “Kallo”ka Maabaad Nowabaadiyati Tanzur Mein Tajziya “Islamabad, P.166
5. Rana Muhammad Safdar Ada, Urdu Ap Beeti Ki Tareekh Aghaz sy 1857 Tak, (Mphil Thesis), AIOU, Islamabad, 1992,P.64
6. Afzal Haq Choudhary, Zahid Basheer Printers, Lahore, 2000, P.67
7. Rana Muhammad Safdar Ada, Urdu Ap Beeti Ki Tareekh Aghaz sy 1857 Tak, ,P.64
8. Afzal Haq Choudhary, P.67
9. Rana Muhammad Safdar Ada, Urdu Ap Beeti Ki Tareekh Aghaz sy 1857 Tak, ,P.64
10. Afzal Haq Choudhary, P.67
11. Ibid, 27
12. M.Ashraf Kamal,Dr,Now Abdiyat o Mabaad Now Abadiyat, Murattaba, Muhammad Amir Sohail,Aks Publications, Lahore,2019, P.123
13. Afzal Haq Choudhary, P.153
14. Ibid, 148
15. Jafar Thansairi, Kala Pani, Sang e Meel Publication, 2012, P.15
16. Riaz Hamdani, Dr,Urdu Novel ka Nowabaadiyati Mutala, Fiction House,Lahore, 2018P.120
17. Moin Ud Din Aqeel, Dr, Azaadi Mein Urdu Ka Hissa, Anjuman Taraqqi e Urdu, 1976, P.32-33